ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Vol. 1, No.3 (2019)
(July to September)

کل یُگ کی علامت
(Symbol of Kal Yug)

کرن اسلم

پی ایچ۔ڈی،اُردو اسکالر،شعبہ اُردو،جی سی یونی ورسٹی،لاہور

Abstract:

Considering the description of symbols in Urdu fiction, the symbols that are usually seen are also related to Hindi, Greek mythology, regional narratives, religious and cultural pasts, ancient stories or alf lilvi stories. In addition, some animals and birds such as elephants, horses, cows, dogs, forests, deserts, samandars, etc. are also presented symbolically in the display nature. Some fiction writers themselves also expressed symbols. Qamar Ahsan describes Hindi mythological symbols in this fiction. Which were also explained in Bhagwat Paran. Not only the above fiction but also some other myths of this collection describe Hindi civilization and religious history. This shows that Qamar Ahsan is fond of Hindi mythology and civilization. He has certainly studied it. The only difference between the incidental sequence presented in this fiction and what Pandau saw and the original legend is that the event that is associated with Bhima is associated with the event nikal in "Kal Yag Ki Symbol".

Key words: Urdu fiction, symbols, mythology, symbolically, certainly studied, civilization, incidental

قمر احسن کا نام علامتی افسانے کے حوالے سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ان کے افسانوی مجموعے "شیر آہو خانہ" میں شامل پندرہ افسانوں میں سے آخری افسانہ "کل یُگ کی علامت" ہے۔"شیر آہو خانہ" کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ اس کے افسانوں میں ہندو مذہب اور تہذیب کی تفصیلات ملتی ہیں۔ قمر احسن کے ہاں علامتی پیرایہ اظہار میں جن علامتوں کا ثبوت ملتا ہے، ان کا تعلق ماضی سے ہے۔ تہذیب سے ہے۔ یہ تہذیب علاقائی بھی ہے اور کہیں مذہبی بھی۔اُردو افسانے میں علامت نگاری کی مثال دینے کے لیے سب سے پہلا نام انتظار حسین کا لیا جاتا ہے۔عام طور پر خیال کیا جاسکتا ہے کہ ہر وہ افسانہ نگار جو علامتی انداز اپنائے گا وہ ممکنہ طور پر انتظار حسین صاحب سے ضرور ہی متاثر ہو گا۔ شمس الرحمان فاروقی نے قمر احسن کی علامت نگاری کو انتظار حسین سے فرار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

> "قمر احسن کے افسانوں میں ایک عمومی اساطیری اور داستانی اُسلوب کی کم و بیش ہر جگہ موجودگی کی بنا پر بعض لوگوں کو گمان گزر سکتا ہے کہ اُنھوں نے انتظار حسین سے ضرور کسبِ فیض کیا ہو گا۔یہ بات اِس حد تک تو صحیح ہو سکتی ہے کہ داستان یا نیم اساطیری یا نیم تاریخی طرز کو افسانے کے لیے انتظار حسین نے جس خوبی سے استعمال کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔لیکن افسانہ سازی کا وہ عمل اور افسانے کا وہ سڈول پن جو بیانیہ اور مکالمے کے بہترین امتزاج کا نمونہ ہے اور جو انتظار حسین کا طرّہ امتیاز ہے، وہ قمر احسن کے یہاں نظر نہیں آتا۔ قمر احسن افسانے کی

مختلف کڑیوں کو اور واقعے کی مختلف ڈوریوں کو نہ اُلجھاتے ہیں نہ سلجھاتے ہیں بلکہ الگ الگ ادھوری شکل میں چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک طرح سے ان کا افسانہ انتظار حسین سے فراز کی ایک کوشش ہے۔"(۱)

علامتی اظہار افسانہ نگار کو کسی ایک خاکے میں محدود ہونے سے روک دیتا ہے۔ اسے تمثیلی کہانی بھی بُننی پڑتی ہے اور استعاروں سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ علامت کوئی بھی ہو، اس کا تعلق ماضی کی کسی نہ کسی روایت سے ضرور جڑا ہوتا ہے۔ وہ علامت چاہے آفاقی حیثیت حاصل کر لے یا کسی مخصوص خطے سے وابستہ ہو جائے، اس کا ماضی ہمیشہ ذہنوں میں تر و تازہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

قمر احسن کے منتخبہ افسانے "کل یُگ کی علامت" کے عنوان میں بھی "علامت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کل یُگ کیا ہے؟ اس کی علامت کیا ہے؟ افسانے کی کہانی اور عنوان کی معنویت اور افسانے سے اس کا تعلق سمجھنے کے لیے ہمیں برِ صغیر کے ایک بڑے مذہبی حوالے کی تاریخ کو سامنے رکھنا پڑے گا۔ ہندومت کی رُو سے "یُگ" وقت کا طویل دورانیہ ہے جو ماضی، حال اور مستقبل سے متعلق ہے۔ اس تصور کے مطابق وقت کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہندو نظامِ زماں کے مطابق مہا یُگ کا سب سے پہلا حصّہ "ستیہ یُگ" (Satya Yuga) کہلاتا ہے۔ جسے "ستیہ یُگ" اور "کرِت یُگ" (Krita Yuga) بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا طلب ہے، "سچائی کا دور یا زمانہ" جب دنیا پر دیوتاؤں کی حکومت تھی اور ہر طرف ایمان داری اور راست بازی کا راج تھا۔ لوگ انسانیت کی معراج پر تھے۔ اِسی لیے اس عہد کو تاریخِ انسانیت کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ یونانی اساطیر میں "گولڈن ایج" اسی کو کہتے ہیں۔ یہ دور 1728000 سالوں پر محیط تھا۔ "دھرم دیوتا" (جس کا تصور ایک بیل کی صورت میں کیا جاتا ہے) جو اخلاقیات اور ادب کی علامت ہے، وہ اس دور میں اپنی چاروں ٹانگوں پر کھڑا رہا۔

ستیہ یُگ کے بعد "تریتا یُگ" (Treta Yuga) ہے۔ مہا یُگ کا دوسرا بڑا دور۔ سنسکرت میں اس لفظ کا مطلب ہے "تین چیزوں کا اجتماع"۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس دور میں "وشنو" کے تین اوتار دیکھے گئے۔ جو 1296000 برسوں تک رہا۔ اس دور میں دھرم دیوتا اپنی تین ٹانگوں پر کھڑا رہا۔ اس کے بعد "دواپر یُگ" (Dvapara Yuga) یعنی تیسرے دور کا اغاز ہوا۔ اس دور میں دھرم دیوتا دو ٹانگوں پر کھڑا رہا۔ یہ دور تیسرا بڑا دور تھا۔ "بھاگوَت پُران" (Bhagavata Purana)[2] کے مطابق دواپر یُگ 864000 سالوں پر محیط تھا۔ اسی دور میں بھگوان کرشن کا وجود دنیا میں تھا۔ اس دور میں "وشنو" نے پیلا رنگ اختیار کیا اور وید کو چار حصّوں میں تقسیم کیا اور یہ بھی بتایا کہ اس دور کے لوگ غیر مطمئن اور ایک دوسرے سے جھگڑا کرنے کے عادی ہیں اور اس دور میں جنگیں کثرت سے ہوں گی۔ اس کے اختتام پر "کل یُگ" کا آغاز ہو گیا ہو چکا ہے؛ اس بارے میں ایک اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ 1894ء میں سوامی سری یکتسوار (Swami Sri Yukteswar Giri) نے دعویٰ کیا کہ دنیا ابھی دواپر یُگ سے ہی گزر رہی ہے لیکن ہندو اساطیری عقیدے کے مطابق اس دور کا اختتام اُسی دن ہو گیا تھا جس دن بھگوان کرشن نے اس دنیا کو خیر باد کہا تھا۔

ہندومت کے مطابق اس وقت مہا یُگ کا چوتھا بڑا دور "کل یُگ" جاری ہے۔ اسے "کالی یُگ" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا نام ایک (راکشس) شیطان صفت "کالی" کے نام سے منسوب ہے۔ "کالی یُگ" یا "کل یُگ" کا مطلب ہے لڑائی جھگڑے اور اختلافات یا تنازعات کا دور۔ ہندو دیومالائی عقائد کے مطابق اس دور کے اختتام کے ساتھ ہی کائنات کا نظام ختم ہو جائے گا۔ ہندو مذہبی دستاویزات کے مطابق کرشن کے جاتے ہی اس دور کا آغاز ہو گیا تھا۔ ہندوستانی ماہرین ریاضی و علمِ نجوم اس دور کا آغاز 18 فروری 3012ء قبل مسیح کی نصف شب کو ہوا۔[3] بھاگوَت پُران کے مطابق کرشن نے کل یگ کی علامتیں پہلے ہی بتا دی تھیں کہ اس دور میں کشیدگی، جھگڑے، قتل و غارت، فتنہ، فساد، مذہبی عالموں کی کمی، روحانیت کا فقدان اور انسانوں کی عمریں کم ہوں گی۔ کل یُگ کی

ایک نشانی درج ذیل مندر کی صورتِ حال بھی بتائی جاتی ہے۔ جس کے چار ستونوں میں اب صرف ایک باقی ہے۔ یعنی یہ بھی اس بات کی علامت ہے کہ اس وقت مہایُگ کا آخری دور ہے۔



(Kedar eshwar Cave Temple is located at Hari shchandragad, a hill fort in Ahmed Nagar district. Though there were four pillars surrounding the Linga, now there is only one pillar intact. Some believe the pillars to be symbols of Yuga or time, namely, *Satya*, *Treta*, *Dvapara* and the *Kali Yuga*)

انسان کی فطرت ہے کہ وہ مستقبل کے بارے میں جاننے کا ہمیشہ خواہش مند رہتا ہے۔ اسی تجسس نے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو قیامت کی نشانیوں کی بابت سوال پوچھنے پر مجبور کیا۔ انسانی نفسیات کو بھی بڑی خوبی سے واضح کرتے ہوئے کچھ اسی قسم کا تجسس قمر احسن نے افسانے کے پانچ مرکزی کرداروں میں بھی دکھایا ہے۔ یوں تو افسانے کے سبھی کردار ایسے ہیں کہ سب کے سب مرکزی کہلا سکتے ہیں۔ کوئی ایک کردار بھی ایسا نہیں جس کی اہمیت کسی دوسرے سے کم ہو۔

کل یُگ کیا ہے؟ اس بارے میں تفصیلاً بحث پیش کی گئی ہے۔ قمر احسن، جو خود بھی اسی کل یُگ کے ہی ایک آدمی ہیں، انھیں بھی تجسس پسند لوگوں کی طرح علامتیں بیان کرنے اور علامتوں کے گورکھ دھندے میں اس طور رہنا پسند ہے کہ وہ علامتیں ان کی تحریر میں ایک پیچ دار دائرے (سپائرل) کے انداز میں واقعات کو سامنے لاتی ہیں۔ ہر علامت اپنے اندر ایک گہرائی اور گیرائی لیے ہوئے نظر آتی ہے۔ "کل یُگ کی علامت" میں ہندو دیومالائی قصّہ بیان کیا گیا ہے یعنی یہاں قمر احسن کی علامت نیم تاریخیت کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامتی افسانہ ہونے کے باوجود واقعات میں ایک ترتیب اور تناسب موجود ہے۔

قمر احسن نے افسانے میں کہانی کے ساتھ جغرافیائی سطح پر بھی حقیقت سے کام لیا ہے۔ پانڈو بھائی جن جنگلات میں اپنے سوالات کی تلاش میں بھٹک رہے تھے وہ اُتّر پردیش کے علاقے ہیں، "نرینی اور جموارا" یہ دونوں ضلع "باندہ" میں واقع ہیں۔ افسانے کی مختصر کہانی کچھ اس طرح ہے کہ پانچ پانڈو بھائی (Pandavas) تیاگ کے ذریعے دنیا اور عقبیٰ پانے کی خواہش لے کر نرینی اور جموارا کے درمیان جنگلات میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اسی دوران میں ان کی ملاقات ایک سادھو سے ہوتی ہے۔ وہ سادھو اُنھیں اپنی جھونپڑی میں لے جاتا ہے۔ ان کے سوالات کے جواب کے لیے وہ انھیں پانچ الگ الگ سمتوں میں جانے کے کہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے کہ راستے میں جو بھی انوکھا واقعہ یا منظر دکھائی دے تو اس کا مطلب جاننے، سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہی کل یُگ کی علامت ہے۔ پانچوں بھائی الگ الگ راستوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔ ایک ایک کر کے سب واپس آتے ہیں۔ سادھو ہر کسی کو اس عجیب بات کو بیان کرنے سے منع کر دیتا ہے جو اس نے دیکھی۔

سادھو کا کہنا تھا کہ جب سبھی اکٹھے ہو جائیں تب ہر کوئی اپنا حال سنائے۔ ہر کوئی ایک الگ اور انوکھا منظر دیکھ کر واپسی کی راہ لیتے ہیں اور پھر سب کے جمع ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ آخر میں سب اپنا اپنا حال سناتے ہیں۔ جب سب اپنا حال سنا چکتے ہیں تو سادھو سے ان باتوں کا مطلب جاننا چاہتے ہیں۔ سادھو صرف یہ کہ دیتا ہے کہ "یہ کل یُگ کی علامتیں ہیں، سب علامتیں ہیں۔ صبح جب چڑیوں کی پہلی چہکار کی آواز اُبھرے گی تو میں تم سب کو ان علامتوں کا مفہوم سمجھاؤں گا۔" اس جملے پر ہی افسانے کا اختتام ہو جاتا ہے۔ علامتی افسانے کا اختتام اسی قسم کا ہی ہو سکتا ہے۔ اگر افسانہ نگار خود ہی ان علامتوں کی وضاحت کرنے لگے تو افسانے کی معنویت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ قاری کے لیے تجسس اور دل چسپی کا عنصر بھی کم پڑ جائے گا۔ جب کہ ایسا اختتام قاری کو بہت کچھ سوچنے پر اُکساتا ہے۔

افسانہ نہ صرف دل چسپ بلکہ پُر تجسُس بھی ہے۔ مذہبی تاریخ کا حامل بھی ہے اور تہذیبی ماضی بھی۔ دراصل قمر احسن نے اس افسانے میں مہا بھارت کے ان کرداروں کو پیش کیا ہے جن سے یہ تمام واقعہ حقیقتاً منسلک ہے۔ پانڈو، پانچ بھائی، راجا پانڈُو کی اولاد تھے جو کہ مہابھارت سے پہلے چندر بنسی خاندان کے راجا "بھرت" کا بیٹا تھا۔[4] یہ پانچ پانڈو بھائی، مہابھارت کے مرکزی کرداروں میں سے ہیں۔ اِنھوں نے مہابھارت میں بہادری کے ساتھ جنگ میں اپنا نام پیدا کیا۔ یہ پانچوں بھائی راجا پانڈ کی دو بیویوں "کنتی اور مادری" کے بیٹے تھے۔ ان میں سب سے بڑا بھائی یُدِ ھشٹھِر (Yudhishthira) ہے اس کا چھوٹا بھائی بھیم (Bhima) اور پھر ارجُن (Arjuna,) ہیں۔ یہ تینوں کُنتی (Kunti) جسے پرِتھا (Pritha) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے؛ کے بیٹے تھے اور باقی دونوں نُکُل (Nakula) اور سہدیو (Sahadeva,) کی ماں مادری (Madri) تھی۔ ان پانچوں میں بڑا اتفاق اور پیار تھا۔

ایک روایت کے مطابق یہ پانڈو بھائی، مہابھارت کے زمانے میں کل یُگ کا سوال لے کر اپنے بھگوان "کرشن" کے پاس گئے تھے۔ کل یُگ کے بارے میں جاننے کی چاہ میں اُنھوں نے جو سوالات پوچھے وہ کچھ یوں تھے۔ "کل یُگ کا انسان کیسا ہو گا؟ لوگوں کے وِچار (فہم) کیسے ہوں گے؟ موکش پراپتی (اُخروی نجات، ابدی سعادت) کیسے ملے گی؟ ان کے یہ سوال سن کر کرشن نے انھیں جنگل میں جانے کی ہدایت کی اور کہا کہ جو کچھ معمول سے ہٹ کر دیکھیں، آ کر تفصیل سے بتائیں اور اس کے معنی سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہی کل یُگ کی علامتیں ہوں گی اور ان کے سوالوں کے جواب بھی۔ پانچوں بھائی جنگل میں گئے اور واپس آ کر اپنے عجیب مشاہدات بتائے۔ جنھیں سُن کر کرشن نے کہا کہ یہ کل یُگ کی علامتیں ہیں اور پھر ان کے معنی بھی واضح کیے۔

مہاراجا "یُدِ ھشٹھِر" نے جنگل میں دو سونڈ والا ہاتھی دیکھا۔ جو اگلی سونڈ سے پانی پیتا جاتا تھا اور پیچھے والی سونڈ سے پانی نکلتا جاتا تھا۔ یہ نہایت عجیب و غریب منظر دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کرشن نے بتایا کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ کل یُگ میں ایسے لوگ راج کریں گے جن کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے گا۔ ایسے منافق لوگ ہر طرح سے عوام کا استحصال کریں گے۔

"بھیم" نے جنگل میں ایک ایسی گائے دیکھی جس نے اپنے بچھڑے کو اتنا چاٹا کہ اس کے جسم سے خون بہہ نکلا۔ یہ دیکھ کر بھیم دنگ رہ گیا۔ کرشن نے اس کا مفہوم و معنی واضح کیے اور کہا کہ والدین کا پیار اپنے بچّوں سے اتنا ہو گا کہ اس سے بچوں کی شخصیت کی تعمیر و ترقی رک جائے گی۔ کسی کا بیٹا درویشی اپنائے گا تو اس کی زیارت کے لیے جانا پسند کریں گے اور اگر اپنا بیٹا اس راستے پر چلے گا تو روئیں گے کہ بیٹا کس راہ پر چل پڑا ہے۔ اس کا کیا بنے گا۔ لوگ اپنے بچوں کو بناوٹ اور تصنع میں ہی زندگی گزار دینا سکھائیں گے۔

"ارجُن" نے ایک پرندہ دیکھا جس کے پروں پر دیوتاؤں کے نام لکھے تھے اور وہ ایک مردہ آدمی کا گوشت کھا رہا تھا۔ کرشن نے بتایا کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ کل یُگ میں ایسے لوگ ہوں گے جنھیں عالِم کہا جائے گا لیکن وہ عالِم نہیں ہوں گے۔ ایسے لوگ دوسروں کی موت کے منتظر رہیں گے صرف اس لیے کہ کوئی مرے اور اُس کا مال اور عہدہ اُسے مل جائے۔ خود بھی وہ چاہے بہت بڑے عہدے پر فائز ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی اس کی خواہش ہو گی کہ کسی کا اعلیٰ عہدہ اُسے مل جائے۔ اس کے دل میں دنیا پانے کی ہوس ہو گی۔

"نُکل" نے دیکھا کہ ایک بھاری چٹان لڑھکتی ہوئی آ رہی ہے اور کئی بڑے بڑے طاقت ور درخت اُسے نہیں روک پائے بلکہ خود اس کے تلے روندے گئے لیکن وہی چٹان اچانک ایک چھوٹے سے کمزور پودے پر آ کر رک گئی۔ اس حیرت انگیز بات کا مطلب کرشن نے بتایا کہ کل یُگ میں عقل مندی نایاب ہو گی۔ زندگی زوال پذیر رہے گی اور انسان کی سمجھ داری یا مال و دولت اس زوال کو روک نہیں سکے گی لیکن بھگوان ہری کا نام اُنھیں بچا سکے گا۔

"سہدیو" نے انوکھا منظر یہ دیکھا کہ ایک دائرے میں چار کنویں ہیں جن کے درمیان میں ایک چوڑا کنواں ہے۔ ان میں سے اِرد گرد کے چار کنویں جو کم گہرے ہیں ان میں بہت پانی ہے اور درمیان والا کنواں جو سب سے زیادہ گہرا ہے، وہ خالی ہے۔ اس کا مطلب یہ بتایا گیا کہ کل یُگ میں لوگ اپنے شوق کی خاطر شادی بیاہ کے موقع پر، بڑے بڑے مکان بنانے پر کثرت سے مال و دولت خرچ کرے گے لیکن ہمسائے میں لوگ بھوک سے مر جائیں گے اور اسے کوئی پروا نہیں ہو گی۔ اپنے سگے بھوک سے مریں گے اور انسان لاپرواہی رہے گا لیکن جو ان عادتوں سے دور رہیں گے ان پر کل یُگ کا اثر نہیں ہو گا بلکہ پرماتما کا اثر ہو گا۔5 (یہ ترتیب وہ ہے جس کا ذکر ہندو مذہبی دستاویز میں ملتا ہے)

اُردو افسانے میں علامتوں کے بیان پر غور کیا جائے تو عموماً جو علامتیں نظر آتی ہیں ان کا تعلق ہندی، یونانی اساطیر سے، علاقائی حکایات سے، مذہبی اور تہذیبی ماضی سے، قدیم داستانوں یا الف لیلوی قصّوں سے بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مظاہرِ فطرت میں بعض جانور اور پرندوں مثلاً ہاتھی، گھوڑا، گائے، کتا، جنگل، صحرا، سمندر وغیرہ کو بھی علامتی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ بعض افسانہ نگاروں نے خود بھی علامتیں وضع کیں۔ قمر احسن نے اس افسانے میں ہندی اساطیری علامتوں کو بیان کیا ہے۔ جن کی وضاحت بھی بھاگوت پران میں کر دی گئی تھی۔

نہ صرف مذکورہ افسانہ بلکہ اس مجموعے کے اور بھی کچھ افسانے ہندی تہذیب اور مذہبی تاریخ کو بیان کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قمر احسن کو ہندی اساطیر اور تہذیب سے دل چسپی ہے۔ اس کا مطالعہ بھی یقیناً انھوں نے کر رکھا ہے۔ اس افسانے میں جو واقعاتی ترتیب پیش کی گئی ہے اور جس پانڈو نے جو دیکھا اس میں اور اصل داستان میں فرق صرف اتنا ہے کہ جو واقعہ بھیم کے ساتھ منسلک ہے "کل یُگ کی علامت" میں وہ واقعہ نُکل کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ اسی طرح جو منظر نُکل نے دیکھا اُسے افسانے میں سہدیو کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ جو عجیب و غریب نظارہ سہدیو نے دیکھا اسے قمر احسن نے بھیم کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ یُدھشٹھِر اور ارجن کے واقعات کی ترتیب اسی طرح ہے جیسے مذہبی دستاویز میں بیان کی گئی ہے، لیکن اس شعوری یا غیر شعوری تبدیلی سے افسانے میں تاثر کی وحدت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ ایک واقعہ جس میں گائے اپنے بچے کو چاٹ چاٹ کر لہولہان کرتی ہے، کے بیان میں تبدیلیاں موجود ہیں۔ افسانے میں یہ قصّہ یوں بیان ہے کہ گائے اپنی گردن پچھلے پیروں پر موڑے خود ہی دودھ پی رہی تھی۔ گائے کے مالک نے بہت کوشش کی کہ اسے روک سکے لیکن گائے جب تک خوب سیر نہ ہو گئی اس نے دودھ پینا نہیں چھوڑا۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کل یُگ میں یہ ایسے لوگوں کی علامت ہے جو انتہائی خود غرضی کی زندگی بسر کریں گے۔ یہاں تک کے اپنی خود غرضی میں اتنا آگے نکل جائیں گے کہ اولاد کے معاملے میں بھی اپنے فرائض پورے نہیں کر سکیں گے۔

واقعاتی ترتیب میں تبدیلی غیر شعوری بھی ہو سکتی ہے، کیوں بظاہر ایسی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ شعوری طور پر ایسا کیا جاتا۔ بقول شمس الرحمان فاروقی قمر احسن اجتماعی تہذیب کو ذاتی حوالے سے پڑھتے ہیں۔6 ممکن ہے اس واقعاتی تبدیلی کے پیچھے بھی کوئی ایسی وجہ ہو۔ قمر احسن کا اندازِ بیان سادہ اور روز مرہ کے الفاظ کے استعمال سے بھرپور ہے۔ افسانے کا تعلق چوں کہ اساطیری حوالے سے ہے اس لیے انداز میں داستانی رنگ بھی در آیا ہے۔ شمس الرحمان فاروقی لکھتے ہیں: "قمر احسن کی تخلیقی حسیّت ذاتی اور تہذیبی ماضی کے امتزاج اور اس امتزاج سے آزاد ہونے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔"(۶)

"کل یُگ کی علامت" کے ذریعے قمر احسن نے نئے دور کے انسان کو سوچنے کا موقع فراہم کرتے ہوئے از سرِ نو اپنی دریافت کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ ایک لمحے کے لیے یہ خیال آتا ہے کہ کہیں ہم خود بھی ان علامتوں کا حصّہ تو نہیں بن چکے۔ یہ تمام علامتیں اور ان سے جڑے ہوئے حقائق سے قاری کا خیال دینِ اسلام کے اُن حوالوں کی طرف بھی جاتا ہے جو مختلف احادیث میں قربِ قیامت کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں۔ ان پانچ علامتوں کے ساتھ نیکی اور بدی کا تصور بھی وابستہ ہے۔ دنیا اور آخرت کے بارے میں انسان کے سوال اور اُس مذہب کے پیشوا کی جانب سے ان کے جوابات کی روایت کم و بیش ہر مذہب میں ملتی ہے۔ عقبیٰ کی تلاش نے اکثر انسانوں کو بھٹکایا ہے۔ افسانے میں بھی یہی بھٹکنا اور پھر منزل تک پہنچ کر بھی نہ پہنچ پانے کا احساس ہے۔ افسانے کے آغاز میں ہی دنیا اور عقبیٰ پانے کا الگ الگ طریقہ مختصراً بیان ہوا ہے۔

"دنیا مکر سے حاصل ہوتی ہے اور عقبیٰ ایثار سے۔ وہ احمق ہیں جو دنیا ایثار سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی احمق ہیں جو عقبیٰ کو مکر سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" یہ الفاظ اُس سادھو سے کہلوائے گئے ہیں جو پانڈو بھائیوں کو جنگل میں بھیجتا ہے۔ یہ سادھو افسانے میں "کرشن" کی علامت کہا جا سکتا ہے۔ قمر احسن نے افسانے میں زندگی کے حقائق کو فلسفیانہ انداز میں بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً:

> "اگر دنیا حاصل کرنا ہے تو بستیوں اور بستی والوں سے کترا کر اپنا راستہ نہ بدلو۔۔۔ آنے والا دور کل یُگ کہلائے گا۔ جو مکافات کا دور ہے۔ آج جو حاصل کرنا ہے اس کی طرف قدم بڑھالو۔ تذبذب قوموں کو لے ڈوبتا ہے۔ فیصلہ کرو۔ عقبیٰ چاہیے یا دنیا۔"(۸)

غور کیا جائے تو اس افسانے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ علامتی کہانی بیان کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہزاروں سال پہلے بھی اساطیری ادب میں علامتی قصّے موجود ہیں۔ جس کی ایک مثال "کل یُگ کی علامت" کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ بقول گوپی چند نارنگ:

> "اس (کہانی) کے اظہاری قالب میں یہ طاقت ہو کہ دل پر چوٹ پڑے یا ذہن پر ضرب لگائے، استعجاب میں غرق کر دے یا سوچنے پر مجبور کر دے یا زندگی کے بارے میں آگہی اور بصیرت کا کوئی نیا دریچہ کھول دے۔ یہ منصب کہانی کے جوہر کا ہے۔ علامتی یا تمثیلی پیرائے محض وسیلے ہیں۔ وسائل کچھ بھی ہو سکتے ہیں، اصل چیز جوہر ہے۔"(۹)

اور قمر احسن کے افسانے میں یہ جوہر موجود ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شمس الرحمان فاروقی، "قمر احسن: اثبات و انکار کی کش مکش" مشمولہ "افسانے کی حمایت میں"، دہلی: مکتبہ جامعہ دہلی لمیٹڈ، ۲۰۰۶، ص، ۱۲۳

2.https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A8%DA%BE%D8%A7%DA%AF%D9%88%D8%AA_%D9%BE%D8%B1%D8%A7%D9%86

۲۔ ("بھاگوت پُران" ہندو مت کی 18 پرانوں میں سے ایک ہے۔ اسے مذہبی کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ اس کا اصل متن سنسکرت میں ہے۔ عمومی طور پر یہ کرشن کی عبادات پر مشتمل ہے۔ اس کی بنیاد فلسفہ وحدتِ وجود پر ہے۔)

4. http://urdulughat.info/words/51200-%D9%BE%D8%A7%D9%86%DA%88%D9%88

5. https://www.youtube.com/watch?v=2hJ4KljCuDg

۶۔ شمس الرحمان فاروقی، "قمر احسن: اثبات و انکار کی کش مکش" مشمولہ "افسانے کی حمایت میں"، دہلی: مکتبہ جامعہ دہلی لمیٹڈ، ۲۰۰۶، ص، ۱۲۴

۷۔ قمر احسن، "کل یُگ کی علامت" مشمولہ "شیر آہو خانہ"، نئی دہلی: نشاط پبلی کیشنز، ۱۹۹۱، ص، ۱۲۹

۸۔ ایضاً، ص، ۱۳۰

۹۔ گوپی چند نارنگ، "نیا افسانہ: علامت، تمثیل اور کہانی کا جوہر" مشمولہ "نیا اُردو افسانہ، انتخاب، تجزیے اور مباحث"، دہلی: اُردو اکادمی، ۲۰۱۰، ص، ۴۷